قرآن مجید ماہِ رمضان المبارک میں کیوں نازل ہوا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط

(مولانا صوفی سید شاہ عبد القادر شمس آبادی)

حدیث شریف میں ہے کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا اور میری امت کا مہینہ رمضان ہے" مطلب یہ ہے کہ اس ماہِ مبارک میں انعام و اکرام اور تفضلاتِ الٰہیہ کی خاص برکتیں بندوں پر نازل ہوتی ہیں اور قرآن مجید سب سے بڑی نعمت ہے اس لیے یہ ظاہر ہے کہ اس کے نازل ہونے کے لیے بھی اسی ماہِ مبارک کو ہونا چاہیے تھا۔

تخصیصاتِ الٰہیہ

ماہِ رمضان المبارک تخصیصاتِ الٰہیہ میں داخل ہے اور یہ تخصیص انعامی اکرامی اور فضلی ہے جیسا کہ جملہ انبیائے مرسلین میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مختص فرمالیا۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ جیسا ظرف تھا ویسا ہی مظروف بھی ملا۔ اور جیسا قالب تھا جان بھی اسی شان کی عطا ہوئی پس علت موجود ہے اگرچہ علت طلبی فضول ہے کیونکہ کسی نہ کسی مہینے میں تو آخر نازل ہی ہوتا اور اگر معاملہ کو یہیں پر ختم نہ کیا جائیگا تو علت طلبی کا سلسلہ غیر منتہی ہو جائیگا اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دال کو دال اور چاول کو چاول کیوں بنایا گیا۔

حقیقتِ شئی

تخصیصاتِ الٰہیہ کا ہر چیز کے لیے یہی حکم ہے یعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے مخصوص کرنا تھا کر دیا۔ اسی خصوصیتِ امتیازی سے ایک شئے دوسری شئے سے ممیز اور جدا ہو گئی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک ہی شئے ہوتی اور دوسری شئے کا جلوہ محال ہوتا ہے اس لیے اس مسئلہ کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اس خصوصی امتیاز کو حقیقتِ شئے کہتے ہیں اور حقائق الاشیاء ثابتہ کا بھی یہی معنے ہیں۔

محلِ تجلی صورتِ الٰہیہ

ماہِ رمضان المبارک محلِ تجلی صورت کے لیے منظورِ نظرِ اختصاصی ازلی ابدی

حق تعالیٰ ہی اور عدمِ احتیاج کی نسبت اور تعلق سے خدا کا نام صمد ہی یعنی وہ ذاتِ پاک جو جملہ احتیاج اور افتقار سے منزّہ اور مبرّہ ہے صمد کہلاتی ہے۔ خدائے پاک اِسی صفتِ خاص سے ماہِ رمضان المبارک میں تجلی فرماتا ہی جس کا اثر یہ ہی کہ اُس کے بندوں پر صورت کا پرتو پڑ جاتا ہے۔ کھانا، پانی، بی بی سب سے بے احتیاج ہو جاتا ہی گویا اِس ترک سے بندہ استغراق فی الذات حاصل کر لیتا ہے۔

نزولِ قرآن کی غرض تخلقوا باخلاق اللہ کلام اللہ صفتِ الٰہی ہے اور صفت ذات سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ تو جب ذات کی تجلی اُمت پر ہو چکی اور امت نے حق تعالیٰ کے صفات سے متصف ہونے کی استعداد پیدا کر لی تو کلام اللہ نازل ہوا جس کا دوسرا نام قرآن مجید ہے اور اس کا مقصود بندوں کے لیے تخلقوا باخلاق اللہ ہی جو اعلیٰ ترین مرتبہ اور اعلیٰ ترین نعمت ہے۔ اِسی اخلاقِ الٰہیہ سے متصف ہونے کے لئے اسکے وسائل و ذرائع کو ایک ضابطے اور قانون کی صورت میں اُمت کے حوالے کر دیا گیا۔ اور اس کے لئے بھی ماہِ رمضان المبارک میں قرآن مجید کے نازل ہونے کی مناسبت ظاہر ہے۔

قرآن اور فرقان قرآن مرتبۂ اجمال اور فرقان مرتبۂ تفصیل کا نام ہے۔ نری ذات کی تجلی قرآن ہے۔ جیسے تخم۔ اور تخم کے کمالات کا بصورتِ شجر ظاہر ہونا فرقان ہے۔ جب ذاتِ صمدیت کی تجلی ہوئی تو قرآن نازل ہوا۔ اور اس کے آثار، اعضاء و جوارح پر ظاہر ہوئے تو نزولِ فرقان سمجھنا چاہیے نیز روزے کی ظاہر صورت فرقان ہے اور اس کی اندرونی قابلیت و استعداد قرآن ہے۔ پس روزہ دار کی وہ ذاتِ مقدس ہی جس پر قرآن بھی نازل ہوا اور فرقان بھی اور حقیقی نزولِ قرآن و فرقان بھی یہی ہے

روزہ دار پر قرآن و فرقان کا نزول ہوتا ہی فلیصمہ کا حکم عام ہے اور اس کا وہی ذوات مقدس مقصود ہیں جو ازل سے ہی بعطائے الٰہی حاملِ قرآن و فرقان بننے کی صلاحیت و استعداد رکھتے ہیں۔ نیز رمضان المبارک میں روزہ بھی وہی رکھتے ہیں ورنہ یوں تو انسان بھی اربوں ہیں اور مسلمان کی تعداد بھی کروڑوں تک پہنچتی ہی لیکن جو روزہ دار ہیں قرآن و فرقان کا نزول بھی انہی پر ہوتا ہے۔

رمضان اور روزہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یعنی جس نے مادہ رمضان المبارک سے شہود حاصل کیا اُس کو روزہ رکھنا چاہیئے۔ اور رمضان خدائے پاک کا نام بھی ہے۔ لہٰذا شہر رمضان کے معنے ہوئے۔ رمضان کا مہینہ یعنے اس ذاتِ پاک کی تجلی کا مہینہ جو صفتِ رمضانیت سے متصف ہے۔

شہر رمضان کے شہود سے مقصود حضرتِ رمضان کا شہود ہے۔ شہر رمضان مجازاً استعمال کیا گیا ہے جیسے حال کو محل سے تعبیر کرتے ہیں۔ مہینہ محلِ تجلی رمضان ہے تو اب معنے یہ ہوئے کہ شہود رمضان خود اس بات کا مقتضی ہے کہ شاہد کے اندر رمضانیت کے انوار پیدا ہو جائیں۔ اسی کے معنے روزہ کے ہیں اور یہی روزہ ہے۔

ایک لطیف مثال

آفتاب کے سامنے جب کھڑے ہوتے ہیں تو اُس کے نور کی چادر ڈھانپ لیتی ہے۔ اسی طرح اگر آپ کو حضرتِ رمضان کا شہود حاصل ہو تو آپ کے قلب، رُوح کے چہرے بلکہ تمام جسم پر صمدانیت کے انوار کی چادر کا پڑ جانا لازمی ہے اور اس کو تسلیم کر لینا چاہیئے کہ جب تک حضرتِ رمضان کا شہود نہیں حاصل ہوتا آپ منورِ نورِ صمدانیت نہیں ہو سکتے۔ چاند کا دیکھنا اور اس کا شہود ایک علیحدہ چیز ہے اور حضرتِ رمضان کا شہود ایک دوسرا امرِ خاص ہے۔

یاد رکھنے کی بات

یاد رکھنے کی بات ہے کہ جو شخص جس شئے میں فانی ہوتا ہے اُس کے اندر اُس شئے کے احکام و آثار کا پیدا ہو جانا لازمی ہے۔ پس حضرتِ رمضان میں جس نے فنائیت حاصل کی ہو گی اُس کے انوار و آثار اس سے ضرور ظاہر ہوں گے۔ پس یہی وہ مبارک ہستی ہے جو روزہ دار ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا نام روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ مسلمان قرآن کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے مستعد ہو جائیں پھر حقیقتِ رمضان اور حقیقتِ روزہ کا سمجھنا بالکل سہل ہے۔